بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اس مرتبہ جمعیۃ علمائے ہند کا چودھواں سالانہ جلسہ گذشتہ مئی کے پہلے ہفتہ میں سہارنپور میں بڑی شان وشوکت اور آن بان سے منعقد ہوا۔ سفر کی چند در چند صعوبتوں اور موسم کی شدت اور عام پریشان کن ملکی حالات کے باوجود علمائے کرام مشاہیر قوم مختلف صوبائی جماعتوں کے نمائندے مدعوین۔ اور قومی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے دوسرے حضرات ہزاروں کی تعداد میں شریکِ اجلاس ہوئے۔ ان حضرات کا ذوق وشوق، جذبۂ عمل اور خلوص کا اس بات کا بیّن ثبوت تھا کہ مذہب سے تعلق رکھنے والے مسلمان جس طرح مذہبی اور دینی مسائل میں علمائے کرام کی قیادت اور رہنمائی پر پورا اعتماد اور بھروسہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سیاسی مسائل میں بھی وہ ان کو ہی اپنا صحیح راہنما تسلیم کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی یہی چاہیئے کیونکہ صرف باتیں بنانے، دوچار انگریزی زبان کے الفاظ بول لینے، اور پرجوش تقریروں کے ذریعہ بے جا اشتعال پیدا کردینے کا نام سیاست نہیں ہے بلکہ سیاست نام ہے صحیح اسلامی جذبات کے ساتھ ملکی مسائل وحالات کا آزادیِ ضمیر کے ساتھ جائزہ لینے کا اور پھر اپنے عقیدہ اور عمل کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے کا۔ اور اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اس معیار پر بحیثیت جماعت کے جو گروہ پورا اترتا ہے وہ صرف انھیں علمائے کرام کا گروہ ہے۔ جن کے متعلق مولانا شبلی نے ایک جلسہ میں تعلیمِ جدید کے اصحاب کو خطاب کرتے ہوئے خوب کہا تھا۔

اگرچہ پرسی چہ کسانیم وچہ ساماں داریم ۔۔۔ آنچہ بایہیچ نیرزد بجہاں آں داریم
ما نہ آنیم کہ بر شیوۂ اربابِ حشم ۔۔۔ روئے درا ہے بدر دولتِ سلطاں داریم
خاکسارانِ جہانیم وزاسبابِ جہاں ۔۔۔ بوریائیست کہ درکلبۂ احزاں داریم

آں مے کوز فرنگست نداریم بجام | بادۂ خمکدۂ صدق و صفا خواہی ہست
شرح افسانۂ دشمن نتواں جست زما | ور دلآویز حدیثِ خلفا خواہی ہست
گفتۂ بیکن و دیکارٹ نداریم بیاد | ور حدیثے ز رسولِ دوسرا خواہی ہست

مسلمان چند اسباب و وجوہ کی بنا پر اس بات کو ایک حد تک بھول چکے تھے۔ لیکن جمعیۃ علمائے ہند کا کامیاب اجلاس اس امر کی دلیل ہے کہ غالباً مسلمانوں نے اپنی پچھلی غلطی کو جلد ہی محسوس کر لیا ہے اور وہ یہ سمجھ گئے ہیں کہ علمائے کرام سے الگ رہ کر ان کی سیاسی جدوجہد کسی صحیح مصرف میں خرچ نہیں ہوسکتی۔ اب علماء کا فرض ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں اور مطالبوں کا لحاظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا ہمہ جہتی تعمیری پروگرام تیار کریں جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان دینی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی۔ غرض یہ ہے کہ ہر حیثیت سے مہذب اور ترقی یافتہ قوم کہلا سکیں۔ اس پروگرام کو تیار کرنے۔ اور اسے عملاً کامیاب بنانے کے لئے جہاں ایک طرف انتہائی بیدار مغزی، روشن دماغی اور وسعت نظر و قلب کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی اس کے لئے غیر معمولی اخلاقی جرأت اور دلیری بھی درکار ہے۔ ایسی جرأت جو غالباً جیل جانے کی جرأت سے کہیں زیادہ شدید اور مشکل ہے۔

الہ آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ "ہندوستانی کلچر سوسائٹی" جو ہندوستان میں فرقہ وارانہ ملاپ پیدا کرنے کے لئے گذشتہ مارچ کے مہینہ میں قائم کی گئی ہے۔ حال میں ہی ایک کتابچہ شائع کرنیوالی ہے جو اکبر اعظم سے لیکر بہادر شاہ ظفر تک کے مغل بادشاہوں کے فرامین پر مشتمل ہوگا۔ ان فرامین سے ثابت ہوگا کہ ان سلاطین مغلیہ کے عہد حکومت میں یہاں کے ہندوؤں اور مسلمانوں کے مذہبی معاشرتی اور کلچرل تعلقات کس قسم کے تھے۔ اور ان سے ان بہتیرے مورخین کے بیانات کی کھلی تردید ہوگی جو ہندوؤں پر مسلمان بادشاہوں کے